

## تَلْخِيَّصٌ وَ تَرْجِمَةٌ

### الْيَدُ كَاعِنٍ تَرْجِمَةٌ

عربی ادب پر سلیمان بستانی کا بہت بڑا احسان ہے، علم و ادب کی خدمت میں وہ کسی طرح اپنے ہم نب پڑس بستانی سے پچھے نہیں ہے۔ اگر پڑس نے لگذشتہ صدی میں عربی علم و ادب کی گرانقدر خدمت انجام دی ہے تو سلیمان بستانی نے موجودہ دور میں اتنا عظیم المرتبت کارنامہ پیش کیا ہے جو عربی ادب کی تاریخ میں آپ اپنی مثال ہے اور جس سے عربی ادب کی لیک مسون فیض فلاپر ہو گیا ہے۔ سلیمان نے یونانی زبان کے مشہور رزم نامہ الیڈ کاعربی میں ترجمہ کیا ہے، الیڈ کیا ہے؟ اور اس کا موضوع دیمحث کیا ہے؟ آئندہ چل کر تم اس کا مفصل تذکرہ کریں گے۔ مختصر ایکہ الیڈ فکرانی کا ایک نادر شاہکار ہے اور منظمات کا ستراج! ترجمہ کی خوبی اور عمدگی کے لئے ادیب شیر علامہ سید جمال الدین افغانی کا تبصرہ قابل دیر ہے۔ موصوف کتاب اور اس کے مصنف پر تبصرہ کرتے ہوئے متوجه کے متعلق فرماتا ہے۔

”ہنایت صرفت کا مقام ہے کہ سلیمان بستانی نے آج وہ کام کر دیا جو آج سے ہزار سال

قبل عروں کو کرنا چاہئے تھا، کاش! اماں رشید کی قائم کرہ اکیڈمی یونانی فلسفہ کا عربی

لے اکیڈمی کا بانی اماں رشید کو قرار دینا درست نہیں، متنزکہ اکیڈمی اماں سے بہت پہلے قائم ہو چکی تھی۔ یہ اکیڈمی ”بیت الحکمة“ کے نام سے موجود تھی، اگرچہ عربی تراجمہ کے کام کی داغ غبل اوجعفر منصور عباسی کے زمانہ میں (بلکہ بعض سورخین کے زریک تونی ایسے ہی کے زمانہ میں) پڑھی تھی مگر اس کا باقاعدہ نظام ”بیت الحکمة“ کے نام سے اروون الرشید کے عہد میں قائم ہوا۔ اس حکمہ میں یہودی، عیسائی، اور ہندو عالم زاجم کتب کے کام ہر مقروتے چاپ پر خود ہندوستان کے اطیا میں منکہ سالی (صلح) اور ابن دہن مشہور پڑتال میں (باقی صفحہ ۶۲ پر لاحظہ ہے)

میں ترجیح کرنے کے بجائے الیزد کو عربی میں تشقیل کرنے کے اہم کام پر اپنی پوری توجہات صرف کردیتی اور یہی فرصت میں اکیڈمی کی جانب کی الیزد کا عربی ترجیح شائع ہوتا۔  
یہ تبصرہ عالم اسلامی کے ایک ایسے بلند پایا ادیب کا ہے جس کی عظمت کا سلسلہ عربی ادب کی دنیا میں آج تک چل رہا ہے، سید جمال الدین مرحوم کے تصریحات میں جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔  
الیزد کیا ہے اور کس کی تصنیف ہے؟ کتاب کا موضوع کیا ہے اور وہ کون سے تاثرات نے جنم سے متاثر ہو کر بستائی نے اس کو عربی میں تشقیل کیا ہے؟ آج کی فرصت میں ہم انہی مذکورہ صدر سوالات پر عوشی ڈالیں گے اور ان کے جوابات کی اتنی تفصیل کر دی جائے گی جتنی کہ کسی مبالغی مخالف میں گناہش ہو سکتی ہے۔

کتاب کا صفت الیزد کی تصنیف کا فریویان کے نامور شاعر ہومر کو حاصل ہے، ہومر کے زمانہ پیرا ایش کی تعین میں موڑھین بہت مختلف ہیں۔ اسی طرح اس کے اور لقیہ حالات زندگی کے متعلق بھی موڑھین کا شدید اختلاف ہے، تاہم محققین کی یہ رائے ہے کہ ہومر روسی صدری قبل مسح کے اوائل میں سرنا (ایشیائے کوچک) کے معاشرات میں پیدا ہوا۔ ہومر پیانی الاصل تھا اور اس کے والدین پیانی ہی میں سکونت رکھتے تھے، ہومر کو پیان سے پاہت کا شوق دامنگی تھا۔ اس نے تقریباً تمام مالک کو دیکھا، ان مالک میں ہومر کو مصروف زیادہ پسند کیا اور اس علاقہ سے وہ بہت متاثر ہوا۔ چنانچہ اس کے اشعار میں مصری شہروں اور عرباں کے باشندوں اور علماء و فضلا کے حالات تفصیل سے ملتے ہیں۔ ہومر کی عمر ابھی میں سال کی بھی نہ ہونے پائی جاتی ہی۔ ہومراس باب میں عرب کے مشہور شاعر ابوالعلاء المری

(بیتی حاشیہ صفحہ ۶۱) جو بیت الحکمة میں کام کرتے تھے، ہاں (البستیہ) واقع ہے کہ مارلو ریشید کے زمانہ میں بیت الحکمة نے جتنی حاصل کی اس کے لحاظ سے عبداً بنون کا کام باکل ابتداً معلوم ہوتا ہے اور غالباً اسی لئے سید ماہب نے اس کو عبداً بنون سے منسوب کیا ہے (الفهرست ابن نذیم ص ۳۳۸) نر. ق

اور مکستان کے ہر دفعہ شاعر میلن (Milan) کا پیش رہے۔ میلن نے بھی اپنا مشہور نامہ فروں گم گشتمہ بنائی جس کے بعد لکھا تھا، ہوم رگرچہ یونانی النسل ہے لیکن ملک و قوم کی تخصیص سے قطع نظر اگر اس کو تمام دنیا کے شعراء کا امام ہیا جائے تو وہ بلاشبہ اس استحقاق کا تحقیق ہو! ایڈوارس کا عربی ترجمہ ہوم کا مشہور جنگناامہ الیڈ شعرو شاعری کی تاریخ میں آپ اپنی نظریہ اور جملہ حمالک و اقوام کی ادبیات میں اس کو غیر معمولی اہمیت اور عظمت حاصل ہے۔ الیڈ سولہ سترہ ہزار یونانی اشعار پر مشتمل ہے جن کو سلیمان بستانی نے دس گیارہ ہزار عربی اشعار میں نظم کیا ہے، ترجمہ میں عربی کی تقریباً تمام بھروسے استعمال کی گئی ہیں۔ سلیمان نے ترجمہ کو اپنے شہرہ آفاق باب کے نام ان والہانہ الفاظ میں معنوں کیا ہے کہ۔

سیرے لائف احترام باب امیر امام علم و فضل آپ ہی کا ہیں منت ہے اور یہ ترجمہ بھی آپ ہی کی توجہات کافرین نہ رہے، گوئیں آپ کی زندگی میں کوئی خدمت نہیں کر سکتا تاہم اب آپ عالم ارواح میں ہوتے ہوئے بھی اس سے ضرور درد ہوں گے، ترجمہ کے انتساب کے لئے آپ سب سے زیادہ موندوں ہیں، اس لئے صد احترام پر نذرِ خلاص، خدمتِ گرامی میں پوشیدش ہے؛  
کتاب کا موضوع یونان کے مشہور علاقہ گریک اور طوادیں دس سال تک مسلسل ایک جنگ جاری رہی۔ طوادی کی مختلف آبادی ایشیائی کے گوچ کے جنوب سے آبشارے دریاں ایال ایک سپیلی ہوتی ہے جنگ سے پہلے گریک اور طوادیں سیاسی لورنی تعلقات نہایت مستحکم طور پر قائم تھے جنگ کا آخری مہینہ جوانشات و واقعات کے لحاظ سے بہت اہم ہے، یہی حالات و واقعات ہیں جو الیڈ کا موضوع ہیں اور انھیں کی پوری تفصیل شاعر اطوار پر الیڈ میں قلمبند کر دی گئی ہے!

یہ جنگ کیوں شروع ہوئی اور کن حالات نے جنگ کو اتنا طویل کر دیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ طوادی کے بادشاہ فاریس بن فرمائی ہے یونان ایک سفارت بھیجی جس نے شاہ گریک میلانوس کے ہاں قیام کیا

سورا تفاوت کے باشا اس وقت ملک میں موجود نہیں تھا، سفارت نے باشا کی عدم موجودگی سے ایک ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس کی حسین یوئی سیلن سے معاشرانہ تعلقات پیدا کر لئے اور بچہ اس کو اغوا کر کے طروادہ بھیپا دیا۔ اس خبر نے گریک کو چڑاغ پابندیا اور گریکیوں نے ہیلن کے حصول کی ہر ممکن سی کی لیکن جب کامیابی نہ ہو سکی تو موجوڑ اگر گریکیوں نے طروادہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس جنگ کے لئے تمام ملک سے امداد کی اپیل کی ملک نے دعوت جنگ کو گریک کہا اور یونان کا بچہ کچہ طروادہ کا استعمال کے لئے ہر تن مسدود ہو گیا، یونانیوں کی اس غصب آکو عظیم اثاثاً فوج نے طروادہ کو تباہ و بناو کرنا شروع کر دیا۔ سپاہی جہاں پہنچتے تھے قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا تھا۔ دشمن کے جان وال کو یونانی اپنے لئے بالکل جائز سمجھتے تھے،

یونانی و یونی طرواد کو برا کر کر ہیں ڈال لسلطنت یون تک پہنچ گئیں اور اس کا معاصرہ کریا یہ معاصرہ دس سال تک مسلسل جاری رہا۔ جنگ میں مردool کو قتل کر دیا جاتا تھا اور عورتوں کو قیدی بنایا جاتا تھا، قیدیوں میں دفعہ ایت حسین و فوجان دو شیر امیں بھی شامل تھیں جن کے متعلق یونانی فوج کو پہنچ دیا تھا کہ ایک بڑی آغا منون شاہ گریک کو پیش کی جائے اور یونانی بڑی ملک کے ہادر جرنیل اخیل کی نسلگندانی جائے۔ لیکن آغا منون نے اخیل کی نامزد بڑی کو پہنچ دیا اور اس کو جہرا حاصل کرنا چاہا اخیل کے لئے پہ توہن ناقابل برداشت تھی وہ اس سے بہت بہم ہوا اور فوج سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس وقت تک اخیل فوج سے علیحدہ رہا جب تک اس کا مغلum دوست فطر قل اس کے معاملہ میں اوتا ہوا قتل نہ ہو گیا۔

ایڈ کا موضوع اخیل کا یہی غیظ و غصب اور فوج سے علیحدگی ہے یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کو شعاریت زانگا ہوں سے دیکھتے ہیں اور ہم کی قدست کلام پر تعجب کرتے ہیں کہ اس نے ایسے خشک اور کثیرن موضع پر صرف ایک دو قصیدہ لکھا بلکہ اشعار کا ایک ضخیم مجموعہ تخلیق کر دا لاجیں ہیں

تخلیل کی بلندی اور اسلوب کی ندرت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون اور معلومات کا اتنا اچھا ذخیرہ فراہم کر دیا گیا ہے کہ منظومات کی فہرست میں اس کی نظریکارا ملتا ناممکن ہے، الیڈ کی تصنیف پر ہنہزار سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے، اس مدت میں بہت سے باعظت سلطنت حکمران شمار پیدا ہوئے، در جل ڈانٹے، ٹوسا ور ملٹن نے اسی مدت میں اپنی شیریں توائی سے ایک عالم کو مسحور رکھا، لیکن الیڈ ہر دور میں شعرو شاعری کا شاہکار سمجھا جاتا رہا اور کسی شاعر کو یہ بہت نہیں ہو سکی کہ اس جیسے کلام کا مجموعہ مرتب کر سکے، الیڈ کا ترجمہ دنیا کی تقریباً ہر زبان میں ہو چکا ہے اور سرہ زبان کا ادبی سر را یہ اس پر فخر کرتا ہے، اور یورپ و امریکہ میں تو وہ اتنا مقبول ہوا ہے کہ وہاں کی یونیورسٹیوں کے انصابِ تعلیم میں داخل کر دیا گیا ہے۔

الیڈ کا عربی ترجمہ | سلیمان بستانی نے دوسری میں دکتا بولوں کو نظر انداز کر کے الیڈ کا ترجمہ کے لئے گیوں منتخب کیا؟ اس کے جواب کے لئے مترجم نے ترجمہ کے مقدمہ میں ایک عنوان قائم کیا ہے جس میں الیڈ کے عربی میں ترجمہ کرنے پر بخط و تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ ذیل میں اس کے مختلف صوری اقتبات ساتھ پیش کئے جائیں ہیں جن سے ترجمہ کے معنیات کی مختصر وضاحت ہو جاتی ہے:-

”بمحیمچپن ہی سے اشارے دیچپی ہے اور بالخصوص ان نظموں سے جو گذشتہ اقوام کی مذہبیات و واقعات سے متعلق ہوتی تھیں، اپنی اسی فطری منابت سے میں الیڈ کا بکثرت مطالعہ کیا رکھتا تھا۔ میرے شب دردرستہ فلکر کا واحد موضوع ہو مرکا یہی مجموعہ کلامات تھا اس کے مساوا دیگر قدیم وجدید شعراء کا کلام بھی بکثرت میری نظر سے گزرتا رہتا تھا، لیکن جب میں کسی بڑے شاعر کی نظم کا مطالعہ کرتا رکھتا تو میری حریت کی کوئی انتہا نہیں رہتی تھی میں الیڈ کی نظموں کو اس سے کہیں بہتر پانداھتا ہیں نے تین طور پر یہ محسوس کیا کہ اگر چہ قدمی ہے ہونے کے اعتبار سے الیڈ کی شاعری فرسودہ ہو جکی ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی حسنی خبریوں کے

لمااظہ سے وقت کی بندپا یہ شاعری ہے۔“

دنیا کی جملہ علی زبانوں میں الیڈ کا ترجمہ ہو چکا ہے اور یورپ نے توصیر فاس کے ترجمہ پر اقتدار لیا ہے بلکہ اس کو اپنے نصاب تعلیم میں داخل کر لیا ہے، لیکن افسوس! اعری ادب کا دامن تاہنوڑا سے خالی ہے! حالانکہ یورپ کی زبانوں اور ان کی ادبیات میں وہ لمحہ اور صلاحیت نہیں ہے جس سے یونان کی شاعری بجنسہ اس میں منتقل ہو سکے، البتہ عربی ادب میں یہ وعہ استعداد موجود ہے اور یونانی علوم و فنون کو بالا کھلت وہ اپنے دامن میں جگہ دے سکتا ہے کیونکہ عربی زبان یونانی سے بہت قریب رہی ہے، نیز الیڈ کا موضوع عہد جاہلیت کا ایک پرکریٹ موثر واقع ہے اور عربی میں بھی خالص جاہلیت کی شاعری صحیح، مستند اور محیاری سمجھی جاتی ہے اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کسی ملک کے قدیم شعراء نے الیڈ کی اتنی خدمت نہیں کی اور کوئی قوم کی پرانی شاعری نے اس کی اتنی تشریخ کی جتنی کہ عربی زبان نے کی ہے۔ متذکرہ مختلف وجوہ کے میش نظر الیڈ کے ترجمہ کا سب سے زیادہ مستقی عربی ادب تھا اور اس کا اولین ترجمہ عربی میں ہونا چاہئے تھا! کاش! اب بھی عربی ادب شعرو شاعری کے اس شاہکار کو اپنے اندر جذب کر لے۔

ترجمہ نے جب ترجمہ کی ابتداء کی تو وہ فرنچ اور انگریزی میں دو زبانیں جانتا تھا اور انہی دو زبانوں میں وہ الیڈ کا مطالعہ کیا کرتا تھا، ۱۸۸۶ء کے اوخریں مترجم قاهرہ میں مقیم تھا کہ اس نے چند نظموں کا عربی ترجمہ کر کے مشہور ادب کو تبصرہ کے لئے بسیجا تاکہ وقت کی ادبیات کا صحیح روحان معلوم کر سکے۔ مترجم کو اس میں خاطر خواہ اور اسید افزا کامیابی حاصل ہوئی، مصری ادبانتے اس کی توقع سے بڑھ کر اس ترجمہ پر اس کو خراج تحسین میش کیا۔ لیکن ابھی چند نظموں ہی کا ترجمہ ہونے پایا تھا کہ الیڈ کے متعدد ناخواں میں باہم اختلاف معلوم ہوا حتیٰ کہ دونوں زبانوں کے ترجموں میں ناقابل ترجیح اختلافات پیدا ہونے محسوس

ہونے لگے۔ اس دشواری کے پیش نظر بستانی نے ترجمہ کا کام سکھ دیا اور یونانی زبان سکھنے کا ارادہ کر لیا تاکہ الیڈ کے اصل یونانی نسخہ کی طرف رہنائی ہو سکے، اور فی الحال تحقیقت یونانی زبان سکھنے بغیر الیڈ کے صحیح نسخہ کی یافت ممکن بھی نہ تھی، چنانچہ یونانی کے ایک ماہر تادکی تلاش میں سیمان نے قاہروہ چھوڑ دیا اور تلاش کرتا ہوا بیروت پہنچا جہاں یونانی کے ایک سیمی عالم سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ بستانی نے اس سے یونانی سیمینی شروع کر دی اور ہر ہفت ان پر متوجہ ہو گیا۔ چند ماہ کی محنت سے اس میں اتنی استعداد پیدا ہو گئی کہ کسی امداد کے بغیر وہ الیڈ کو سچی حل کر سکتا تھا۔ اب بستانی نے پھر ترجمہ کا کام شروع کر دیا یہاں قاہرہ سے گھبرا کر کسی موزوں مقام کی تلاش میں بکھر ہوا اور عراق، ایران، ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک کا سفر کرتا ہوا قسطنطینیہ جا پہنچا۔ انی رو سال کی اس سیاحت میں بستانی نے قسطنطینیہ کو پنڈ کیا اور سات سال تک ہیں مقیم رہا۔ قسطنطینیہ کی اقامت کے زمانے میں بھی وہ اکثر سفر کرتا رہا اور یورپ و امریکہ اور شام کی سیاحت کی، لیکن بعد میں سیاحت میں جو چیز اس کی رفیق غریبوں تھی وہ الیڈ تھی! اگر بستانی دامن کوہ کے مرغزاروں میں ہوتا تھا تب بھی اس کے حسین تخلیات کا واحد مرکز الیڈ ہی ہوتا تھا، اسی طرح جب وہ ہوائی جہاز اور ریلوے کے سفر کے درچھپ مناظر میں کھو یا جانا تھا اس وقت بھی الیڈ کے ترجمہ کی دعنی اس کی رگوں میں خون بکر دوزتی رہتی تھی، غالباً اسی لئے مشہور ہے کہ

”بستانی نے الیڈ کا ترجمہ دنیا کی چاروں سوتوں میں رکھ کر مکمل کیا ہے۔“

غرض کہ، اسال کی طویل محنت شاق کے بعد بستانی کے خون تنا سے سینچا ہوا نہیں برگ واپس لایا اور الیڈ کا عربی منظوم ترجمہ مکمل ہو گیا۔ مترجم نے اولیٰ کتاب میں ایک بسیط مقدمہ لکھا ہے جو ۲۰۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ مقدمہ میں علم و ادب سے متعلق گرانقد معلومات فراہم کی گئی ہیں ترجمہ میں حسب ضرورت جا بجا تشریحی نوشیں بھی ہیں جو ہمیں مفید اور سودمند ہیں جن سے مترجم کی وعثت نظر کا

پتھر چلتا ہے، نیز الینڈ کے مغلیق اور ناقابل فہم موقع پر عربوں نے جو جستہ جستہ منظوم تشریفات کی تھیں جن کی مقدار ایک ہزار اشعار سے زائد ہے۔ بستانی نے افادہ کی غرض سے ان کو بھی اپنے ترجمہ کے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ غرضیکہ بستانی کی سترہ سالہ حجگر کاوی کا حاصل الینڈ کا عربی منظوم ترجمہ مع مقدمہ اور شرح ہے، مترجم کی سئی مشکور سے عربی ادب کی لائبریری میں ایک ایسے گرانقدر ادبی شاہکار کا اضافہ ہوا ہے جو نہ اس سے پہلے اس کو حاصل تھا اور نہ مستقبل قریب میں اس کی کوئی توقع کی جاسکتی ہے۔

اب ہبہ ذیل میں الینڈ کے عربی ترجمہ سے کچھ اشعار کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جس سے حصل کتاب کی بلاغت اور اس کے نوریابیان کا اندازہ ہو گا۔ اشعار اس واقعہ سے متعلق ہیں۔

حجکہ طروادیوں کا بہادر سپہ سالار ہمکھر میدان جنگ میں جانے سے پہلے اپنے گھر آتے ہے  
اور اپنی بیوی اور شہزادیوں کو الوداع کہتا ہے اس وقت اس کا دل آئندہ کے خطرات سے پُر ہے افسوس اپنی بیوی اندر دماغ کو خطاب کر کے کہتا ہے۔

عنقریب یون کے قلعے ایک دوسرے سے مکڑا جائیں گے اور نہایت ہولناک حادثت پے پہنچ برنسے لگیں گے۔ لیکن میرا دل ان میں سے کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔۔۔ میں اس وقت بھی خوفزدہ نہیں ہوا جبکہ میری ماں قبر میں رکھی گئی اور جس وقت کہ میرے باپ کے خون سے زہر میں بکھے ہوئے نیز سیراب ہو رہے تھے اور نہ اس وقت جبکہ میرے بھائیوں کی بویسیدہ بذریعہ زمین کا لقمه بیٹھی ہوئی تھیں، میں اس وقت بھی پریشان نہیں ہوں گا۔ جبکہ طروادی سب کے سب ہلاک ہو جائیں اور پوری فضائے آسمانی زخمیوں اور مرنے والوں کی چیخنے پکارتے بھر جائے لیکن آہ! میرے لئے اسے میری پیاری بیوی سب سے بڑا حادثہ یہ ہو گا کہ تو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے اور ایک باندی کی حیثیت سے زندگی کی تینیوں پر آنسو بھاتی رہے۔ سمجھے سخت پیاس لگی ہوا درایک قطرہ

آپ کے لئے لوگوں سے درخواست کرے یا تجوہ کو کپڑے بننے پر محبوک کیا جائے حالانکہ تیرا دل ٹوٹا ہوا ہو  
خدا نخواست اگر یہ مصیبت نازل ہو گئی تو میرے لئے یہ سب سے بڑی مصیبت ہو گی۔ ہائے  
اندھماخ امیں اس غم کو قطعاً نہیں سہار سکتا کہ تو زنجیروں سے بند ہی ہوئی ہوا ورنہ تیرے گلے میں  
ٹوپق پڑا ہوا ہو، وزیر کی آگ میں جھلس رہی ہوا دلوگوں کو رور و کرید کے لئے پکار رہی ہو،  
خد اکرے کہ بکھر اس وقت زمین میں روپوش ہو جکا ہو جبکہ تیرے اور پر یہ مصیبت نازل ہو۔

(من-ق)

## شروع آراء میں

از محترم حمیدہ سلطانہ بیگم

حمیدہ سلطانہ بیگم صاحبہ ملک کی ادیب خواتین میں ایک متاز درجہ رکھتی ہیں۔ یہ ناول موصوفہ  
نے اب سے دس سال قبل لکھا تھا۔ ناول میں ماحول اور کرداروں کی مطابقت سے واقعیت مگاری کو  
خاص اہمیت دی گئی ہے۔ ”شروع آراء میں“ ایک خاص قسم کا کلمجہ اور تمدن رکھتی ہے زبان کی لطافت  
کا یہ عالم ہے کہ ہر صفحہ منہ سے بول رہا ہے کہ یا ایک دہلوی خاتون کی تصنیف ہے۔ ناول دلی کی  
منی ہوئی تہذیب کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ پھر دلی کی زبان اور معادروں کا چیخاڑہ  
سوئے پرہاگہ کا کام کر رہا ہے پرہی لکھی خواتین کے لئے اس کا مطالعہ دھیپی کا سبب ہو گا۔  
قیمت مجلد دو روپے بارہ آنے۔ غیر مجبد دو روپے آٹھ آنے۔

ملنے کا پتہ۔ مصنفہ۔ پرکم نواس۔ سریرام روڈ۔ دہلی

## ادبیت

# تجھیاتِ اُفق

از میر اُفق صاحب کاظمی امر و بھوی

زین سے دور نہیں آسمان سے دور نہیں  
نہیں بعیدِ مکاں پر مکاں سے دور نہیں  
مری نظر مربے دل میری جاں کو دور نہیں  
کہ وہ مری نگہ لامکاں سے دور نہیں  
فروغِ آتشِ شوقِ نہایاں کو دور نہیں  
کہ تیری منزلِ مقصدِ یہاں کو دور نہیں  
کہ شارخِ سدرِ مرے آشیاں کو دور نہیں  
سر نیاز ترے آستاں سے دور نہیں  
دینیہ سرحدِ ہندوستان سے دور نہیں  
مگر یہ میرے دلِ رازداراں سے دور نہیں

حجابِ حیدر نظر کا ہے مصلحت کے لئے  
وہ جلوہ گاہِ اُفق آسمان سے دور نہیں

## مے باقی

یوسف جال صاحب فصاری ایم لے (علیگ)

اے جمال یار تجھکو طور و موئی کی قسم  
چشم برا میدہوں میں دوش فردا کی قسم  
خود نمایِ حُسن کی فطرت ہر لے پر دہشیں  
لن ترانی دعوتِ نظر اگر کا نام ہے  
خود چکا دیں جس کو ساقی کی نیلی انکھیاں  
اپنے بینا نے کا صدقہ آج یشیے کرنہ ناپ  
چھڑکا ہوں سے پلا دو بیخودی کا واسطہ  
تیری کم ظرفی ہی لے منصور لے دوبی تجھے  
سنگریزوں کو نوازوں میں تو بجا میں صنم  
ہاں زیس گردش ہیں ہی سو گندو ری جام کی  
ماں توہ جو ہوتا ہے کبھی عزم گناہ  
قیس ویلی پر نہیں کچھ اختصارِ حُسن و عشق  
ذرہ ذرہ خدکا مجنوں ہی، یلی کی قسم

## دوآلشہ

از شیدا صاحب بھرقی  
(۱)

دیکھ تو اے ساتی کوثر مقام تیرے ستانِ ازل اور شنہ کام  
محفلِ شمس و قمر کا ذکر کیا ہے بہت آگے محبت کا مقام  
اک جسیں مغل سجانے کے لئے کرنہاں ہوں آنسوؤں کا اہتمام  
کون اٹھا انگڑا سیاں لیتا ہوا رک گیا ہے آج دو رضع و شام  
چاند کا ہوتا ہے فدول پر گماں میری منزل ماورائے دو جہاں  
میری دنیا بے نیا زِ رضع و شام  
محکم کو آجائے یقین ممکن نہیں ان کے لب پر اور پھر شیدا کا نام

— (۲) —

اٹھ کہ ہر ذرہ کو دیں درسِ جنوں اٹھ کہ ہر ذرہ کو دیں درسِ سلسل کو فروغ  
ستھام لیں بڑھ کر مقدر کی زیام اٹھ کہ پھر چھپریں سرو دسردی  
بنخشیدیں ہر چیز کو عسمر دوام اس طرح توڑیں ستاروں کا سکوت  
گونج اٹھے گنبدِ عالی مقام قصہ دار وَ رُسن تازہ کریں۔  
اڑسِ رُسن لیں خرد سے استقام اٹھ کہ پھر توڑیں طلسمِ سامری  
دیں زمانے کو حقیقت کا پایام نظمِ باطل کو تہ و با لا کریں  
پی کے لے شیدائی یثرب کا جام